مولانا نور عالم خلیل امینی *

# امریکہ کے ہاتھوں سقوطِ بغداد کے مضمرات و حقائق

عراق پر امریکہ کی چڑھائی کے خلاف‘ جس طرح پوری دنیا متحد ہو کے چیخی چلائی‘ احتجاج کیا‘ دھرنا دیا اور ہر طرح سے اپنا اعتراض درج کرایا‘ اس کی مثال سے دنیا کی تاریخ شاید کا دامن یکسر خالی ہے‘ دنیا والوں نے ہر زبان میں‘ ہر زبان کے ہر لہجے میں‘ ہر لہجے کے ہر زیروبم میں یہ بات واضح کر دی کہ عراق کے خلاف امریکہ کی عسکری کاروائی‘ ہر طرح ظالمانہ‘ جابرانہ اور غیر قانونی ہے‘ لیکن امریکہ اور اس کے ذلیل دُم چھلے برطانیہ نے عالمی رائے عامہ کی متحدہ اور پرزور و پرشور مخالفت کی کوئی پروانہ نہ کی اور نہ صرف بیچارے عراق‘ بلکہ دنیا والوں کی ہر اس دلیل کو امریکہ نے پائے حقارت سے ٹھکرا دیا‘ جس سے بالیقین یہ ثابت ہوتا تھا کہ عراق کے پاس نام نہاد وسیع تر تباہی کے ہتھیاروں کی کوئی بھی قسم موجود نہیں اور یہ کہ اس نے ماضی میں اس قسم کے عام ہتھیاروں کو جو اس کے پاس تھوڑے یا بہت تھے‘ تلف کر دیئے۔ امریکہ نے عراق کی اس سلسلے کی تمام دلیلوں کو یہ کہہ کے مسترد کر دیا کہ یہ دنیا کی آنکھ میں دھول جھونکنے اور اضاعتِ وقت نیز بلاضرورت موقع سے فائدہ اٹھانے کی پرفریب کوشش ہے‘ جس میں عراق اور اس کے ”کہنہ مشق“ حکمران طاق ہیں۔

اقوام متحدہ کے اسلحہ انسپکٹروں کو بھی (جن کے متعلق عربوں اور مسلمانوں کی متفقہ رائے ہے کہ یہ بھی درحقیقت اسرائیل اور امریکہ کے کارندے تھے اور ”وسیع تر تباہی“ کے اسلحہ کی عراق میں تلاشی و تفتیش کی طویل اور اکتا دینے والی یہ ڈرامہ بازی بھی درحقیقت امریکہ کی عراق پر حملہ آوری کی کامیابی کی مکمل ضمانت کی ایک تدبیر کے سوا کچھ نہ تھی) شب و روز کی تگ و تاز کے بعد‘ جس کے دوران انہوں نے ہر قسم کے آرام و راحت بلکہ سانس لینے تک کو اس حد تک تج دیا تھا کہ کرسمس (Christmas) کی چھٹی بھی‘ جو عیسائیوں کے ہاں سب سے مقدس اور عظیم ترین دن ہے‘ نہیں منائی‘ ”وسیع تر تباہی“ کا کوئی ایک ہتھیار نہ مل سکا‘ حالانکہ امریکہ نے اسلحہ انسپکٹروں پر بے طرح اس بات کے

* رئیس تحریر ”الداعی“ عربی - واستاذ ادب عربی دارالعلوم دیوبند

لئے دباؤ ڈالا کہ وہ کوئی بھی ایسی ''دلیل'' ضرور پیدا کریں جس کی بنیاد پر اس کے لئے بہ عجلت تمام عراق پر ٹوٹ پڑنے کا وجہ جواز فراہم ہو۔

اب جب کہ سقوط بغداد پر کئی ہفتے بیت چکے ہیں' امریکہ عراق کی اینٹ سے اینٹ بجا چکا ہے' اس کی تباہی کی ان تمام شکلوں کو بروئے کار لا چکا ہے جن سے جنگی جنون کی تاریخ کی سب سے بڑے مجرم کی تشفی ہو سکتی ہو اور عراق کے بحر و بر و فضا و ارض کو ہزاروں ٹنوں گولہ و بارود اور حقیقی معنی میں ''وسیع تر تباہی'' کے ہر طرح کے بموں سے اس درجہ ناکارہ بنا دیا گیا ہے کہ اب کبھی بھی کسی بھی طرح اس کی اصلاح ممکن نہیں' عراقی انسانوں پر جو قیامت بیت چکی وہ اپنی جگہ تاریخ کے ضمیر میں ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گئی ہے' تا کہ فرعون وقت کے ظلم و جبر کی داستان پڑھ کر' سن کر' دیکھ کر اور محسوس کر کے پوری دنیا ہمیشہ اس پر ہر زبان میں لعنت بھیجتی رہے اور خلق اور اس کے خالق کی ''ناپسندیدگی کا محور'' بنا رہے۔

اب ہر آدمی کو یہ سوال پریشان کئے ہوئے ہے کہ ''وسیع تر تباہی'' کے وہ ہتھیار کہاں گئے' جن کی وجہ سے امریکہ کو عراق پر حملہ کرنے کی ایسی جلدی تھی کہ اس کو ایک ایک لمحہ شبِ فراق عاشق سے زیادہ دراز اور اکتا دینے والا گھنٹہ' بلکہ دن معلوم ہوتا تھا' صدام حسین نے پسپائی کے آخری لمحوں میں بھی انہیں کیوں استعمال نہیں کیا؟ عراقی افواج نے بڑی تعداد میں پسپائی اور سرعت کے ساتھ خودسپردگی کیوں اختیار کی' اگر وہ ہتھیار تھے تو انہیں بدکردار امریکی فوجیوں کے خلاف کام میں کیوں نہیں لایا گیا؟

ظاہر ہے یہ سوال عموماً انہیں لوگوں کے ذہن میں آتا ہے' جنہیں ہم ''عوام'' کہتے ہیں جو عموماً لکھے پڑھے نہیں ہوتے' حقیقی اسباب سے نا آشنا اور قوموں' ملکوں' لابیوں اور شر و فساد کے اصلی سوداگر امریکہ کے عسکری' سیاسی اور وسیع تر مفادات کے محرکات کی کڑیوں کو جوڑنا اور ان کی تہوں میں پہنچنا نہیں جانتے' لیکن وہ یہ ضرور جانتے ہیں کہ امریکہ کوئی ''خلافت راشدہ'' نہیں' جو دنیا میں عدالت و فضیلت کا بول بالا کرنا چاہتی ہو اور واقعی ''شر'' کے تمام محوروں'' کو مٹا کر دنیا کے انسانوں کو سچی راحت سے ہمکنار کرنے کا ارادہ رکھتی ہو اور ظلم و جور کے تمام رموز کو ختم کر کے صرف امن و انصاف کا ایک ایسا جنت کدہ تعمیر کرنے کے درپے ہو' جس میں ہر انسان اپنے آپ کو آزاد محسوس کرتا ہو!! بلکہ امریکہ کا اس قسم کا دعویٰ محض پرفریب نعرہ ہے جس کے ذریعے وہ اصل مقاصد پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے' تا کہ اس کی ساحری کی وجہ سے دنیا والے خوابیدہ و غافل رہ کے اچھے اچھے اور خوب صورت سے خوب صورت سنہرے خواب دیکھتے رہیں اور وہ اپنے استعماری عزائم کو روبہ عمل لاتا رہے۔

ان عوام کو اتنا اجمالی ادراک ضرور ہے کہ امریکہ تو خود ہی پوری دنیا میں عرصہ دراز سے ظلم و جور کے تمام ریکارڈ توڑے ہوئے ہے اور دادا گیری کا اس کا موجودہ رویہ اور اس رویے پر بے حیائی اور ڈھٹائی کے ساتھ اصرار یہ

بتاتا ہے کہ وہ اپنے اس رویے میں تبدیلی کیلئے نہ صرف یہ کہ تیار نہیں بلکہ آئندہ وہ پہلے سے زیادہ قوت وطاقت اور احساس برتری اور اقتصادی، عسکری، ٹیکنالوجی اور سائنسی ترقی کے بڑھتے ہوئے احساس کے ساتھ اس پر گامزن رہنا چاہتا ہے۔

پھر وہ یکایک کیسے اتنا نیک خو بن گیا ہے کہ دنیا سے ''بدی کے تمام محوروں'' کو مٹا کے اس کو جنت نما بنا دینا چاہتا ہے، تا کہ دنیا کے انسانوں کی روز روز کی پریشانی اور لحہ لحہ کی دردسری ختم ہو اور اس نیک احساس کے نیچے وہ اس بری طرح دبا جا رہا ہے کہ وہ بے چین ہے کہ کل کے بجائے آج اور شام کی بجائے صبح کو ہی ''بدی کے محوروں'' کی تباہی اور ''شر وفساد کے گھونسلوں'' کو اجاڑنے کا ''کارِ خیر'' اس کے ذریعے انجام پذیر ہو جائے!

تو ان عوام کے لئے یہ عرض ہے کہ عرصہ دراز کی مکر وفریب کی چال کے ذریعے پیدا کردہ موقع سے فائدہ اٹھا کر، عراق کے خلاف تباہ کن عسکری کاروائی میں زبردست عالمی مخالفت کو نظر انداز کر کے، امریکہ کی اس جلد بازی کے بہت سارے محرکات ہیں، جن میں سرفہرست (جیسا کہ عربی، اسلامی اور عالمی ذرائع ابلاغ میں بار بار کہا جاتا رہا ہے اور ہنوز کہا جا رہا ہے) عالم اسلام کو ہر سطح پر کمزور کرنا، عربوں کی دولتوں پر قبضہ کرنا، اسرائیل کی سیکورٹی کو مزید مضبوط کرنا، اور اس کو اس کا موقع دینا کہ وہ نیل وفرات کے درمیان عظیم تر سلطنت کے قیام کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کر سکے۔ اس مقصد کے لئے اس کو سارے عسکری اور مختلف الاقسام مادی ومعنوی امداد دینا اور دوسری طرف عربوں کو سارے مادی ومعنوی ہتھیاروں سے تہی دست کرنا اور ان کی خود اعتمادی کو ختم کرنا، نیز سارے خلیجی تیل پیدا کنندہ ممالک کو افلاس زدہ کرنا اور ان کی تیل کی دولت پر قبضہ کر کے اس کو صلیبی وصہیونی مقاصد کے لے استعمال میں لانا ہے، اس لئے کہ پوری معاصر دنیا کی سیاست ومعاش کا اصلی دارومدار اسی اسٹریٹیجک ثروت پر ہے۔ جس کی وجہ سے خلیجی ممالک امریکہ اور مغرب کی کشمکش اور دادا گیری کا محور بن چکے ہیں۔

ساری دنیا کے مبصرین کا اتفاق ہے کہ عالم اسلام وعالم عرب کی معنوی قوت کی مسماری کے ساتھ ساتھ امریکہ کا اصل مقصد نہ صرف اس علاقے میں سیاسی ومعاشی عدم استحکام اور ہلچل پیدا کرنا اور پورے خطے کے ثقافتی، تہذیبی، دینی اور روایتی ڈھانچے کو تہس نہس کرنا ہے، بلکہ تیل کے چشموں کو ہتھیانا اور عربوں کو اپنا پائیدار اور وفا کیش غلام بنانا ہے۔

اس خطے کی تیل کی دولت پر قبضہ اور اپنے استعماری مقاصد کے حصول کے لئے اس کا استعمال، امریکہ اور مغرب کا دیرینہ خواب رہا ہے، یہاں جب تیل کی دریافت ہوئی تو یہ خطہ تعلیمی، اجتماعی اور اقتصادی سطح پر بری طرح پس ماندہ تھا، اس لئے اس سے براہ راست فائدہ اٹھانے کی اس میں صلاحیت نہ تھی، چنانچہ اس کو اس حوالے سے مغربی کمپنیوں کا سہارا لینا پڑا، ان کمپنیوں کے مغربی اور امریکی مالکوں نے، روز اول سے تیل کے چشموں کے مالک عرب

ملکوں کے داخلی معاملات میں براہ راست دخل اندازی کے لئے اپنی تیل کمپنیوں کو استعمال کیا' عربوں کو عرصے کے بعد اس کا احساس ہوا جب پانی سر سے اونچا ہو چکا تھا۔ اس وقت تک عربوں کو یورپ والوں اور امریکیوں سے نا قابل تلافی نقصان پہنچ چکا تھا۔ اور وہ ان کے سیاسی واجتماعی معاملات میں اپنا پنجہ گڑا چکے تھے' اور ان کی تیل کی آمدنیوں کا امریکن اور یورپین کمپنیوں کے ذریعے استحصال ایک ایسے مرحلے میں داخل ہو چکا تھا کہ کسی بھی طرح ان کی محض مزاحمت کرنی بھی ان کیلئے ممکن نہ رہی تھی۔

عربوں کو جب اس کا بے پناہ احساس ہوا کہ امریکی اور مغربی کمپنیاں اور امریکہ اور یورپ کے ممالک انہیں ہر طرح سے الو بنا رہے ہیں اور رعایتی وظالمانہ معاہدوں کے ذریعے ان کے مفادات کو نقصان پہنچا رہے ہیں' چنانچہ نہ صرف تیل کی آمدنیوں سے وہ خاطر خواہ فائدہ اٹھا نہیں پاتے' بلکہ روز روز ان کا دباؤ بڑھتا جا رہا ہے اور ان کے آہنی ہاتھوں کا حلقہ ان کی گردنوں کے گرد تنگ سے تنگ تر ہوتا جا رہا ہے' حتیٰ کے تیل کی آمدنیوں کا انتہائی اقل قلیل ان کے ہاتھوں آ رہا ہے اور ساری آمدنیاں کمپنیوں اور ان کے ملکوں کے ہاتھ لگ رہی ہیں۔ اس احساس کی وجہ سے عربوں کو سخت مایوسی اور خوف وہراس کی کیفیت دامن گیر ہوئی اور انہیں اس صورتِ حال کو تبدیل کرنے کی فکر لاحق ہوئی۔

عربوں کی مایوسی اور خوف کی اس کیفیت کو خود ان کمپنیوں اور ان کے مغربی اور امریکی ملکوں نے اس نظریے سے دیکھا کہ ''مشرقِ وسطیٰ میں یہ ایک طرح کے سیاسی وحفاظتی خلا کا اشارہ ہے'' چنانچہ مغربی ملکوں اور امریکہ نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے' اس خطے میں اپنی عسکری موجودگی کے لئے وجہ جواز پیدا کر لیا۔ اس عسکری موجودگی کی قیادت کی زمام حسب توقع امریکہ نے اپنے ہاتھ میں تھام لی۔ اسی وقت سے مغرب اور امریکہ والوں کی عربی خطے میں عسکری موجودگی نے ''ایک حقیقت'' کا روپ دھار لیا۔ اس وقت عربوں کو اور شدت سے یہ احساس ہوا کہ یہ ناپاک عسکری وجود ان کے لئے واقعی خطرے کی گھنٹی ہے' انہوں نے کسی نہ کسی شکل میں اس سے گلوخلاصی کی کوشش تو بہت بار کی' لیکن چونکہ مکار مغربی اور امریکی طاقتوں نے روز اول سے ان کی صفوں کا شیرازہ منتشر رکھنے کی کوشش کی کہ دنیا میں ہر جگہ اور ہر زمانے میں سامراجی منصوبے کا نامراد درخت اسی ناپاک کھاد کے ذریعے ہرا بھرا اور برگ وبار لاتا رہا ہے' اس لئے یہ کوشش کبھی بھی کامیاب نہ ہو سکی۔

امریکہ اور مغرب کی سامراجی اور توسیع پسندانہ سازش اور منصوبے کو طاقت کے ساتھ روبہ عمل لانے کے خطرے کا واقعی اور بھرپور احساس' عربوں کو ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ میں عربوں کی ہزیمت کے بعد ہوا۔ ایسا موثر شدید اور ضمیر کو جھنجھوڑنے والا احساس جو عربوں کو اس سے پہلے کبھی نہ ہوا۔ جن عرب حکمرانوں کو اس ہزیمت کی وجہ سے ان کی ضمیر کی گہرائیوں میں زخم لگا اور ان کا اسلامی احساس دور دور تک زخمی ہوا اور ان کی عربی خودداری کو نا قابل بیان ٹھیس لگی' ان میں سرفہرست عصر حاضر کے غیرت مند وسرفروش عربی ومؤمن بادشاہ یعنی حقیقی معنی میں پاسدار حرمین ماہ

فیصل بن عبدالعزیز (ش: ۱۳/۳/۱۳۹۵ھ: ۲۵/۳/۱۹۷۵ء) تھے۔ جنہوں نے عربوں کو درپیش زبردست خطرات اور چیلنجوں کا سامنا کرنے کے لئے ترقیاتی' اقتصادی اور اجتماعی پروگراموں کو روبہ عمل لانے کی خاطر' تیل پیدا کنندہ عربی ملکوں کے باہمی مشورے سے' تیل کی قیمتوں میں اضافہ کردیا۔

اس کے بعد یہ ہوا کہ ۱۹۶۹ء میں عراق نے اپنے ہاں کی تیل کمپنیوں کے حصص کے قومیائے جانے کا اعلان کردیا۔ یہی طرزعمل ۱۹۷۰ء میں الجزائر نے اختیار کیا اور اس کے بعد لیبیا بھی اسی راہ پر چل پڑا۔ اس اقدام کا مغربی ملکوں اور امریکہ پر بہت دباؤ پڑا۔ ان ملکوں کو یہ عربی پالیسی جسے شاہ فیصلؒ نے وضع کی تھی بہت بری لگی' خصوصاً امریکہ اس وقت بہت چراغ پا ہوا' جب فیصل مرحوم نے ۱۹۷۳ء (۱۳۹۳ھ) کی عرب اسرائیل جنگ کے موقع سے تیل کو اسٹریٹیجک ہتھیار کے طور پر استعمال کیا اور ۲۶ اکتوبر ۱۹۷۳ء (۲۲ رمضان ۱۳۹۳ھ) کو امریکہ کو تیل کی سپلائی روک دی' کیونکہ یہ اسرائیل کے ساتھ کھلے عام فوجی تعاون کررہا تھا' تیل کی اس سیاست سے دنیا میں ایک بھونچال سا آ گیا' اور عالمی پیمانے پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ امریکہ کے پاؤں تلے سے زمین کھسک گئی۔

اس وقت امریکہ کے یہودی وزیر خارجہ ہنری کیسنجر نے صاف لفظوں میں عربوں کو دھمکی دی کہ ''ریاست ہائے متحدہ کو کسی وقت خلیج کے تیل کے کنوؤں پر قبضہ کر لینے پر مجبور ہونا پڑے گا'' ظاہر ہے عربوں کے لئے امریکی وزیر خارجہ کا بے حیائی اور ڈھٹائی پر مبنی یہ بیان خاصا غصہ دلانے والا اور رگِ حمیت کو بھڑکانے والا تھا' شاہ فیصل مرحوم نے عربوں کی طرف سے اس دھمکی کے جواب میں وہ مشہور بات کہی تھی جسے تاریخ نے سنہرے حروف سے ریکارڈ کرلیا ہے' جس کا خلاصہ یہ تھا:

''اگر امریکہ نے خلیج کے تیل کے کنوؤں پر قبضہ کرنے کا اقدام کیا' تو ہم انہیں دھماکے سے اڑادیں گے اور ان میں آگ لگادیں گے۔ ہم کھجور اور اونٹوں کے دودھ پر گزر بسر کرنے والے لوگ ہیں' ہمارے اسلاف نے اسی طرح زندگی گزاری ہے' ہم انہی کی سپوت اخلاف ہیں۔ اگر ایسا ہوا تو اس کا خمیازہ صرف مغرب اور امریکہ والوں کو بھگتنا ہوگا' جو تیل کے بغیر ایک دن زندہ نہیں رہ سکتے''

امریکہ نے صرف مذکورہ الفاظ کے دائرے کے دھمکی پر بس نہیں کیا' بلکہ وہ عملی طور پر تیل پیدا کنندہ ملکوں پر اپنا مکمل کنٹرول اور غلبہ مستحکم کرنے کے لئے پیہم کوشاں رہا' خلیج کے تیل کے کنوؤں کی حفاظت کے لئے اس نے ''سریع الحرکت فورس'' کے نام سے باقاعدہ عسکری نظام قائم کردیا۔ دوسری طرف اس نے عربی صحراؤں میں لڑی جانے والی کسی لمبی جنگ کے لئے اپنی افواج کو ٹریننگ دینی شروع کردی۔ اسی کے ساتھ اس نے عربوں کی صفوں میں دراڑ ڈالنے اور انھیں مسلسل آپس میں لڑانے کی کوشش کی۔ اس سلسلے کی پہلی زبردست کامیابی امریکہ کو اس وقت ملی جب اس نے اسرائیل کے ساتھ ۱۹۷۹ء میں مصر کو اپنے ہاں کے تفریحی مقام کیمپ ڈیوڈ میں سارے عربوں کو ناراض کرکے تنہا

معاہدہ کرنے پر راضی کرلیا۔ اس وقت عربوں کے لئے ان کی امیدوں کا واحد مرکز بغداد رہ گیا۔ جس نے عربی اتحاد و اشتراک سے قاہرہ کے نکل جانے کے بعد عربی دنیا میں قائدانہ رول کے لئے اپنے کو تیار کرلیا تھا' بغداد نے اس مرحلے میں' قاہرہ کو سب سے پہلے صیہونی دشمن کے ساتھ کئے گئے غدارانہ معاہدے پر خط تنسیخ پھر دینے کی اپیل کی۔ اس نے قاہرہ پر زور ڈالنے کے لئے چوٹی کانفرنس منعقد کی اور سادات نے عربی اتحاد و اتفاق کو جو پارہ پارہ کر دیا تھا' دوبارہ اس کی آبرو بحال کرنے کی کوشش کی۔

عراق کی قیادت میں عربوں کا اس زور و شور سے دوبارہ متحد ہونے کا عمل امریکہ کی شدید ناراضگی کا سبب بنا اور اسرائیل نے اسکا سخت نوٹس لیا' امریکہ نے اسرائیل کو ۱۹۸۲ء میں عراق کی ایٹمی بھٹی پر بمباری کرکے تباہ کر دینے کا مشورہ دیا' جسے اسرائیل نے بلا تاخیر عملی جامہ پہنا دیا' یہ مجرمانہ عمل اسرائیل نے دنیا والوں کی آنکھ کان کے سامنے کیا' عالمی برادری نے الفاظ کے ذریعے مذمت کے سوا کچھ نہیں کیا' جس سے عربوں کو یہ اطمینان ہوتا کہ دنیا والے عالمی معاملات میں عدل و انصاف پر کاربند رہنے کا ہنوز ارادہ رکھتے ہیں' عربوں کو اس سے بڑی مایوسی اور جھنجھلاہٹ ہوئی اور انہیں اس وقت اچھی طرح سمجھ میں آ گیا کہ کچھ بھی ہو امریکہ ان کا سچا دوست اور بہی خواہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ وہ کھلے طور پر اسرائیل کا طرف دار ہے' اور ان کی آنکھوں میں دھول جھونک کے انہیں یہ باور کرانے کی ناکام کوشش کر رہا ہے کہ وہ غیر جانبدار بلکہ عربوں کا ہمنوا ہے۔

اس سرسری جائزے سے بخوبی اندازہ ہوگیا کہ امریکہ عربوں کا دوست کبھی تھا نہ ہے اور نہ ہوسکتا ہے اور یہ بھی عیاں ہوگیا کہ امریکہ عراق سے صرف اگست ۱۹۹۰ء سے ناراض نہیں جبکہ اس نے کویت پر غاصبانہ قبضہ کرلیا تھا اور بہ زور طاقت اس کو اپنا حصہ بنا لینے کی کوشش کی تھی' بلکہ عراق سے اس کی دشمنی کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی عربوں سے۔ اس سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ عالمی برادری جس کی قیادت آج امریکہ کے ہاتھ میں ہے کبھی بھی غیر جانبداری اور انصاف پر کاربند نہیں تھی' اور عربوں سے اسکا معاملہ کبھی بھی مبنی بر انصاف اور بہی خواہی نہ تھا۔ اب کیسے یہ باور کرلیا جائے کہ آئندہ وہ عربوں کے حوالے سے سچائی اور انصاف کی پابند ہوگی۔ مشرق وسطیٰ کے حوالے سے روز اول سے عالمی برادری کے نفاق اور دوغلی پالیسی اور عربوں اور اسرائیل کے لئے الگ الگ پیمانوں کے استعمال پر اس کی مصلحت آمیز خاموشی بلکہ اندر سے حمایت' ہمیشہ سے غیرتمند عربوں اور مسلمانوں کے لئے باعث چیلنج رہی ہے۔

وہ امریکہ جو عراق کے ذریعہ کویت پر قبضہ کر لئے جانے پر ناقابل بیان حد تک "ناراض" بلکہ آگ بگولہ ہوگیا تھا اور اس کے غصے کی کمیت و کیفیت سے ساری دنیا حیران تھی اور اس نے ساری دنیا میں اس کے خلاف شورِ قیامت برپا کر دیا تھا' اس کو اس اسرائیل کے خلاف کبھی اس درجہ آتش زیر پا ہوتے ہوئے نہیں دیکھا گیا جس نے بزور طاقت غاصبانہ طور پر' عربوں سے فلسطین کو چھین لیا تھا' اس نے کبھی نام نہاد سیکورٹی کونسل کو (جس کو اس نے افغانستان

اور عراق کے حوالے سے یرغمال بنالیا تھا اور اسرائیل کے حوالے سے ہمیشہ اس کا استحصال کرتا رہا ہے اور کرتا رہے گا) سارے یا اکثر فلسطین کی آزادی کے حوالے سے کسی ایک قرارداد پر بھی مجبور نہیں کیا' چہ جائیکہ وہ مقبوضہ فلسطین کو اسرائیل سے آزادی دلانے کے لئے ساری دنیا کو اسی طرح اکٹھا کرتا جس طرح اس نے کویت کو عراق سے آزاد کرانے' یا افغانستان پر حملہ کرنے کے لئے کیا تھا' یا تنہا اسرائیل سے لڑنے کے لئے اسی طرح لنگوٹا کس لیتا' جس طرح کہ اس نے بلا دلیل و بلا جواز ساری دنیا کی ناراضگی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے عراق کے خلاف اب کاروائی کی اور اس کو ہمیشہ کے لئے اس طرح تباہ کردیا کہ بہت سے حوالوں سے اس کی کسی طرح اصلاح وتعمیر ممکن نہیں۔

اس کے برخلاف امریکہ نے' ہر طرح کے مہلک ہتھیاروں سے ہمیشہ اسرائیل کو مسلح کیا اور کرتا جارہا ہے' نیز ہر طرح کی مادی واخلاقی مدد کرتا رہا ہے' اور کئے جارہا ہے۔ اسرائیل کے حق میں اس نے اقوام متحدہ میں ۸۷ مرتبہ ویٹو کا استعمال کیا اور گزشتہ بیس سالوں کے عرصے میں اس نے اسرائیل کو 1.6 ٹریلین ڈالر بطور امداد دیئے۔ مبصرین کا کہنا ہے کہ اتنی بڑی رقم اگر امریکیوں پر تقسیم کی جائے تو ہر ایک کے حصے میں 5700 ڈالر آئیں گے اور جو پانچ ممبران پر مشتمل فیملی کے لئے سالانہ (1496250) ہندوستانی روپے سالانہ کے برابر ہے' اور پانچ ہی ممبران پر مشتمل فیملی کے لئے سالانہ (106875) سعودی ریال کے مماثل ہے۔ پچھلے دنوں مشہور صحافی ''ٹومس اسٹوفر'' نے ''کریسٹین سائنس مونیٹر'' اخبار میں لکھا تھا کہ یہ رقم ویتنام کی جنگ پر آنے والے صرفے سے کہیں زیادہ ہے۔ باخبر ذرائع کا کہنا ہے کہ اسرائیل کو سالِ رواں میں امریکہ کی طرف سے بالمقطع 20.4 ارب امداد ملنے والی ہے جبکہ 720 ملین ڈالر اس کو اقتصادی اور اجتماعی مدد کے طور پر ملیں گے۔ یہ بھی معلوم ہے کہ اسرائیل کو مذکورہ امدادوں کے علاوہ مصر کے ساتھ تنہا مذکورہ کیمپ ڈیوڈ والے ۱۹۷۹ء کے معاہدے کے انعام کے طور پر سالانہ 3 ارب ڈالر کی امداد مسلسل مل رہی ہے' اور فلسطینی انتفاضے کی تحریک کو کچلنے کے لئے اس کو فی الفور 4 ارب ڈالر ملے ہیں۔ امریکہ نے فلسطینی شہادت پسندوں کے حملوں سے اسرائیل کو محفوظ رکھنے کے لئے اپنے خرچ پر ''حفاظت کی دیوار'' تعمیر کرائی ہے' نیز اسرائیل نے موجودہ انتفاضے سے پیدا شدہ اپنے معاشی جمود کے معاوضے کے طور پر امریکہ سے 8 ارب ڈالر کی امداد کی مانگ لی ہے اور ہر چند کہ امریکہ عربوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے (جو امریکہ کی طرف سے دھول کھانے کی عادی ہو چکی ہیں) مقبوضہ فلسطینی اراضی پر اسرائیل کی طرف سے کالونیوں کی تعمیر پر اعتراض کا مظاہرہ کرتا رہا ہے' لیکن ۱۹۷۲ء سے اب تک وہ اسرائیل کو فلسطینی مقبوضہ زمینوں پر' یہودیوں کو بسانے کے لئے اپنی بستیاں تعمیر کرنے کی خاطر' رہائشی اور تجارتی قرضوں کی شکل میں 10 ارب ڈالر سے زیادہ پیش کرچکا ہے' جبکہ ''اور'' میزائلس بنانے اور ''لاوی'' جنگی جہاز کی سازندی کے لئے 2.5 ارب ڈالر کی امداد بھی اسرائیل کو امریکہ سے مل چکی ہے۔

یہ تو وہ اعداد وشمار ہیں جن کی عالمی پیمانے پر تشہیر ہوتی رہی ہے' لیکن اس کے علاوہ غیر اعلانیہ اعداد وشمار بھی

گمبھیر اور لائق توجہ ہیں' صحافتی پیش روی یا صحافتی تیز گامی کا ریکارڈ رکھنے والے متعدد عالمی اخبارات نے باوثوق ذرائع کے حوالے سے کہا ہے کہ امریکہ کی یہودی امدادی انجمنیں اسرائیل کے لئے 50 سے 60 ارب ڈالر تک کی سالانہ رقم چندہ کے بطور جمع کر کے اس کو پیش کرتی ہیں۔

یہ تو ''مثبت'' امدادوں کا حال ہے' اس کا علاوہ بہت سی ''منفی'' امدادیں بھی اسرائیل کو امریکہ سے ملتی رہی ہیں' یعنی یہ کہ امریکہ اسرائیل کی خاطر لاکھوں ارب ڈالر کا خسارہ برداشت کرتا رہا ہے' چنانچہ ۱۹۷۳ء کی جنگ میں شاہ فیصلؒ کی طرف سے امریکہ کو تیل کی سپلائی کی بندش سے ہونے والے خسارے کا اندازہ مبصرین نے 420 ارب ڈالر لگایا ہے جبکہ اس جنگ کے بعد تیل کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے امریکہ 450 ارب ڈالر کا خسارہ برداشت کرنا پڑا تھا۔ اس کے بعد امریکہ نے تیل کے حوالے سے اس طرح کے بحران سے بچنے کے لئے' تیل کا ذخیرہ کرنے کے لئے' بڑے بڑے ٹینک تعمیر کرنے شروع کئے جن پر اس کو 134 ارب ڈالر خرچ کرنے پڑے۔ اس حالیہ افغانی' عراقی بحران کے دوران (جو امریکہ نے اپنی انا کی تسکین کی خاطر پیدا کیا ہے) عربی عوام کی طرف سے امریکی سامانوں کے بائیکاٹ کی وجہ سے امریکہ کو اب تک 5 ارب ڈالر کا خسارہ لاحق ہو چکا ہے جبکہ 70 ہزار ورکنگ چانس سے اس کو ہاتھ دھونا پڑا ہے' خود اندرونِ امریکی کانگرس صہیونی لابی نے امریکہ کے عسکری اور صنعتی مفادات کو جو زبردست نقصان پہنچایا ہے وہ اس کے علاوہ ہے' چنانچہ اس لابی کی وجہ سے امریکہ کو سعودی عرب کو آٹھویں دہے کے وسط میں ایف 14 طیاروں کی فروخت کا معاملہ معرض التوا میں ڈال دینا پڑا' جس کے خسارے کا اربوں ڈالر سے اندازہ لگایا گیا ہے اس کے علاوہ کانگرس کی صہیونی لابی نے امریکہ کی آئل کمپنیوں کو متعدد اسلامی ملکوں میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھنے سے روکنے کا قانون پاس کرنے پر مجبور کیا۔

اس بے انتہا اور مسلسل امریکی امداد اور تائید کی وجہ سے آج اسرائیل مشرق وسطی کی ناقابل تسخیر طاقت بن چکا ہے' وہ فلسطینیوں اور عربوں پر قیامت' ڈھا رہا ہے' عمر' سن اور جنس کی تفریق کے بغیر انہیں شب و روز ذبح کر رہا ہے اور جس طرح ہم میں کا کوئی محض تفریح اور لذت کوشی کے لئے جنگلی پرندوں کا شکار کرتا ہے (جو اب دنیا کے اکثر ملکوں میں قانوناً ممنوع قرار دیا جا چکا ہے) اسرائیل اسی طرح یا اس سے زیادہ لذت کوشی کے جذبے سے روزانہ بلکہ شب و روز کے ہر ہر لمحے میں' فلسطینی بچوں اور نوجوانوں کا شکار کرتا رہتا ہے' انسانی نسلوں کی یہ ناپاک ترین جرائم پیشہ اور تاریخ کی سب سے زیادہ ظلم شعار یہ قوم فلسطینیوں کے ساتھ ان کی زمین پر ان کے گھر میں ان کے اپنے وطن میں ظلم و جور کا وہ نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہے' جس کی نظیر سے تاریخ انسانی ہمیشہ ناآشنا رہی ہے۔

اگر امریکہ ''وسیع تر تباہی کے اسلحے'' کی تلاش و تباہی میں سنجیدہ اور سچائی اور حقیقت پسندی پر واقعتاً کاربند ہوتا تو اس کو یہ کام صرف اسلامی ملکوں اور صرف عراق و شام و ایران و لبنان اور دیگران عرب ملکوں میں ہی نہیں کرنا

چاہیے تھا جن کو اب وہ افغانستان اور عراق کے بعد مسلسل دھمکیاں دینے لگا ہے' بلکہ اس کے لئے ضروری تھا اور ہے کہ وہ بشمول اپنے دیگر چار بڑی طاقتیں کہے جانے والے ملکوں کے ساتھ ساتھ دنیا کے متعدد ملکوں' خصوصاً دنیا کے سب سے زیادہ بدمعاش ملک اسرائیل کے پاس موجود ڈھیر سارے ''وسیع تر تباہی'' کے ہتھیاروں کو تلاش کر کے اس کو تباہ کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا' اس لئے کہ دنیا والوں کو معلوم ہے کہ دنیا میں خطرناک ترین وسیع تر تباہی کے ہتھیار بہت بڑی مقدار میں یا تو امریکہ کے پاس ہیں یا اسرائیل کے پاس۔ اسرائیلی افواج کے ماتحت نکلنے والے رسالے ''معراخوت'' کے حوالے سے عالمی پیمانے کے بہت سے اخبارات نے کہا ہے کہ مذکورہ رسالے نے حال ہی میں ایک صیہونی فوجی افسر کے قلم سے شائع شدہ مضمون میں اعتراف کیا ہے کہ اسرائیل کے پاس 100 سے 400 بم خطرناک قسم کے ایٹمی ہتھیار ہیں جن کے ذریعے وہ نہ صرف عرب ممالک بلکہ دور دراز کے ملکوں کو میزائلس' میزائلس لانچرس یا جنگی طیاروں یا پن ڈبیوں پر نصب کر کے نشانہ بنا سکتا ہے' مذکورہ اسرائیلی افسر نے اپنے مذکورہ مضمون میں دھمکی دی ہے کہ اگر کسی عربی یا اسلامی ملک نے یا اسلامی تنظیم نے' اسرائیل کو ایٹمی حملے کا نشانہ بنانے کی سوچی تو اسرائیل وسیع پیمانے پر مکہ مدینہ پر ایٹمی حملے کر کے ان کو حرفِ غلط کی طرح مٹا سکتا ہے۔

عربوں اور اسرائیل کے لئے امریکہ کی دوہری پالیسی کو جو عرب اور مسلمان دیکھتے آرہے ہیں خصوصاً ان کی نسل نو' وہ امریکہ کو اس سے زیادہ ناپسندیدہ نظروں سے دیکھتے ہیں جیسے ہم میں کا کوئی خنزیر یا شیطان کو اور امریکہ سے اسی طرح بچتے ہیں جیسے کوئی ایڈز کے یا کسی ناقابل علاج متعدد مرض کے مریض سے بچتا ہے۔

امریکہ اکثر اپنے طاقتور ذرائع ابلاغ کے ذریعے یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتا کہ وہ دنیا کا چپے چپے سے ڈکٹیٹرانہ نظام اور اسکے قائدین اور پاس داروں کو ختم کر دینا چاہتا ہے لیکن امریکہ کی پالیسیوں پر مسلسل نگاہ رکھنے والا ہر کوئی یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ امریکہ کبھی بھی استبداد کا دشمن نہیں رہا' بلکہ اس نے ہمیشہ ہر طرح سے اس کے شجر بد کو کھاد دینے اور ''خونِ جگر'' سے سینچنے اور اس کے لئے سازگار آب و ہوا فراہم کرنے کی کوشش کی تا کہ اس کا اپنا مفاد بروئے کار آتا رہے۔ فلپائن میں ''مارکوس'' ایران میں ''شاہ'' ارجنٹائنا میں ''بنوشہ'' نکارگوا میں ''ساموزا'' نے اپنے عوام کے ساتھ ظلم و جور کا جو اکھیل کھیلا' اس کے پیچھے صرف امریکہ کی مفاد پرستانہ کارستانی تھی۔

امریکہ نے جب کویت پر قبضے کے بعد عراق پر عالمی طاقت جمع کر کے حملہ کیا تھا' پھر اب افغانستان پر حملہ آور ہوا' تب اور اس وقت جب عراق کی اینٹ سے اینٹ بجادی' سارے عرب اور مسلمان انتہائی بے چینی سے اس بات کے منتظر ہیں کہ امریکہ نے ان ممالک کے ساتھ بلاجواز جو کچھ کیا ہے اسرائیل کے ساتھ اس کا سوواں حصہ ضرور کرے کہ اس سلسلے میں پوری دنیا والوں کے نزدیک ہر طرح کا اس کے لئے جواز موجود ہے۔

۱۱ستمبر ۲۰۰۱ء کے بعد امریکہ نے اپنے کو غیر محفوظ محسوس کرتے ہوئے پوری دنیا سے

''دہشتگردی'' کے خاتمے کی ٹھانی' جو دراصل اپنے خوف و ہراس کو ختم کرنے کی اس کی ناکام کوشش کا آغاز تھا' وہ زخمی شیر کی طرح اٹھ کھڑا ہوا اور اس صہیونی اور صلیبی لابی نے یہ باور کرایا کہ اس کو زخمی کرنے والے عرب اور مسلمان ہیں' چنانچہ اس کو صرف عرب اور مسلمان ''دہشتگرد'' نظر آئے اور صرف اسلامی ممالک ہی میں اس کو ''دہشت گردوں'' کے خلاف کاروائی کرنے کی سوجھی' چنانچہ اس نے افغانستان کو تہس نہس کر دیا' اب عراق کو برباد کر چکا اس کے بعد سریا' ایران' لبنان سے چھیڑ چھاڑ کر رہا ہے' اس کے بعد مبصرین مصر و سعودی عرب اور پاکستان نیز دیگر عربی اور اسلامی ملکوں کی باری ہے' لیکن اسرائیل کی کھلی ہوئی اسٹیٹ دہشت گردی اسے نظر نہیں آتی' جو دنیا کی ہر زبان کی ہر لغت کی کتاب اور ہر قوم کی دہشت گردی کی تعریف و تشریح کے اعتبار سے ''دہشت گردی'' ہے' دنیا کے صحافی ابلاغی مبصرین اقوام عالم کے مشاہدین و مفکرین' عالمی ٹیلی ویژن کے کیمرے اور اسکرینیں اور اقوام متحدہ کی ڈھیر ساری فائلیں اسرائیل کی دہشت گردی کی شاہد عدل ہیں' علاوہ تاریخ کے اس ضمیر کے جو کسی کی طرف داری نہیں کرتا اور آج نہیں تو کل سچ کو آشکارا کر کے چھوڑتا ہے۔

مختصر یہ کہ عراق کے خلاف امریکہ کی جارحانہ و ظالمانہ کاروائی' کسی انصاف کے برپا کرنے کسی ظلم کے مٹانے' کسی ڈکٹیٹر کو ختم کرنے' کسی جہنم کے ازالے اور کسی جنت کے بنانے کے لئے نہ تھی بلکہ اس کی یہ کاروائی دیرپا منصوبہ کو بروئے کار لانے کے لئے تھی' صدام اگر خود کو سپرد کر دیتے' سارے اسلحے کو حتیٰ کہ ایک ایک روایتی بندوق کی ایک ایک گولی کو تباہ کر دیتے' فرشتوں کو کسی کرامت کے ذریعے زمین پر اتار کر ان سے اپنی گناہ گاریوں سے سچی توبہ کر لینے کی گواہی دلوا دیتے' تب بھی امریکہ عراق پر حملہ کرنے سے باز نہ آتا' کیونکہ وہ تمام ڈراموں کے تمام سین تیار کر چکا تھا' خطرہ تھا' کہ وقت گزر جائے اور اس کے ڈراموں کے اسٹیج کرنے میں تاخیر ہو جائے اور وقت کا عنصر اس کو تادیر اس سے باز رکھے اور اس کو کفِ افسوس ملنا پڑے۔

میں نے گزشتہ سطروں میں سابق امریکی وزیر خارجہ یہودی نژاد ہنری کیسنجر کی دھمکی نقل کی ہے کہ کس طرح اس نے پیٹرول کے کنوؤں پر امریکہ کے قبضے کی اعلانیہ بات کی تھی پھر امریکہ نے کس طرح تیل کے پہلے بحران کے بعد' خلیجی تیل والے ملکوں میں تیل کے کنوؤں پر اپنے کنٹرول کے لئے فوجی موجودگی کی جانب توجہ دینی شروع کر دی تھی اور صحرا میں لڑنے کے لئے اس نے اپنی افواج کو ٹریننگ دینے کا باقاعدہ آغاز کر دیا تھا۔ یہ سارا معاملہ صدام کی سیاسی پیدائش سے پہلے کا ہے اور اس سے پہلے کا ہے کہ صدام کو عراق میں کوئی قابل ذکر حیثیت ہوتی اور وہ کویت کو عراق میں ضم کر لینے کی سوچتے' اس وقت امریکہ ''وسیع تر تباہی کے ہتھیار'' کا قصہ چھیڑنے کی پوزیشن میں بھی نہ تھا۔

اسی لئے مبصرین کا اتفاق ہے کہ عراق اور خلیج کے ملکوں کے خلاف امریکہ کی کاروائی کے دو مرکزی مقاصد ہیں اور دونوں مقاصد بہت سارے مقاصد کی بنیاد ہیں۔

۱۔ صلیبی اور صہیونی طاقتوں کو ہر خطرے سے حفاظت کا بندوبست اس کے لئے ضروری تھا اور ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کی کمر اچھی طرح توڑ دی جائے جس کا کارگر طریقہ وسیع تر تہذیبی و مذہبی کشمکش کا کھیل کھیلنا ہے۔

لندن سے شائع ہونے والے ''رسالہ الاخوان'' نے اپنے تازہ شمارے (۳۲۰) میں لکھا ہے کہ امریکہ کے وزیر خارجہ کولن پاویل نے صہیونی مملکت حامی ''امریکی صہیونی کمیٹی برائے عوامی معاملات'' کی میٹنگ میں چند روز پہلے کہا ہے کہ عراق کے خلاف امریکہ کی حالیہ جنگ اسرائیل اور مشرق وسطیٰ کو ہمیشہ کے لئے عراقی خطرے سے چھٹکارا دلا دے گی۔ آپ لوگوں کو ہمارے حوالے سے کسی غلط فہمی کا شکار نہیں رہنا چاہیے۔ آپ یقین کیجئے کہ ہم صدام کو نہتا کر کے رہیں گے، ہم اسرائیل اور مشرق وسطیٰ سے کسی بھی خطرے کو ہمیشہ کے لئے ختم کر کے ہی دم لیں گے۔ کولن پاؤل نے اس موقع سے ایران اور سیریا کو بھی دھمکی دی کہ وہ بقول اس کے دہشت گردی کی حمایت بند کرے اور وسیع تر تباہی کے ہتھیار کی تخلیق سے باز آجائے اور ان ''دہشت گرد'' تنظیموں کی حمایت سے یکسر ہاتھ کھینچ لے جو اسرائیل کے وجود کو مٹانے کے درپے ہیں، کولن پاویل نے ان دونوں ملکوں کے حوالے سے یہ بات محض اس لئے کہی کہ اس کو معلوم ہے کہ اسرائیل کے خلاف جلد یا بدیر یہی دونوں ممالک کچھ نہ کچھ کر سکتے ہیں۔ اسی لئے تمام صہیونیوں کو عراق کے خلاف جنگ سے حد درجہ خوشی ہے کہ یہ جنگ دیکھنے کو امریکی ہے، لیکن اس کے نتائج کا زیادہ فائدہ صہیونیوں کو پہنچنے والا ہے۔

۲۔ عربوں کی تیل کی دولت پر قبضہ یعنی اس کے پروڈکشن (پیداوار) اس کی پرائزینگ (قیمت کی تعیین) اور اس کی مارکیٹنگ پر کنٹرول اور عربوں کی ہر قسم کی دولت کو چوس لینا کی پائیدار کوشش۔ حال ہی میں ''پیو'' سینٹر برائے تحقیقات نے اپنے عالمی جائزے میں، جو اس نے عراق کے خلاف امریکہ کی جنگ سے ذرا پہلے لیا تھا اور جو نیویارک ٹائمز نے شائع کیا ہے، کہا ہے کہ یورپ کی غالب اکثریت کا خیال تھا کہ امریکہ ہر حال میں عراق کے تیل پر قبضے کے لئے عراق پر حملہ ضرور کرے گا۔ یہ جائزہ دنیا کے **44** ملکوں کے **38** ہزار افراد سے لیا گیا، جس میں **76%** روسیوں، **75%** فرانسیسیوں، **44%** برطانویوں، **54%** جرمن، **22%** امریکیوں نے حصہ لیا۔

جیسا کہ معلوم ہے کہ عراق میں دنیا کے تیل کا ذخیرہ سعودی عرب کے بعد دوسرے نمبر ہے لہذا تیل امریکہ کی عراق کے خلاف جنگی کاروائیوں کا غیر اعلانیہ بظاہر سب سے بڑا مقصد ہے، اسی کے ساتھ اس کا غیر اعلانیہ مرکزی اور اصلی مقصد عراقی اور عربی قوم کے دین، کلچر، اقدار، تہذیبی شناخت کو مٹا کر امریکن یورپین کلچر اور تہذیب کے رنگ میں اس کو رنگ دینا ہے، جس کیلئے اب وہ عراق میں اور پورے خطے میں ثقافتی اور سیاسی وسیع تر انقلاب کیلئے کوشاں ہے۔

یہ بڑی سادگی بلکہ بیوقوفی کی بات ہوگی کہ امریکہ عراق ہی کی تباہی پر بس کرے گا اور عراق کی تباہی کے اثرات عراق ہی تک محدود رہیں گے، اس کے اثرات خطے کے دوسرے ممالک تک متعدی نہ ہوں گے اور امریکہ صرف

عراق کے تیل اور اس کی دولت کے لوٹنے میں مشغول رہے گا' دوسری طرف نظریں اٹھا کر نہیں دیکھے گا' حقیقت یہ ہے کہ امریکہ عراق کو تباہ کر کے کہنا چاہیے کہ خطے کے سارے ملکوں کی تباہی کی راہ ہموار کر چکا ہے اس نے جو ہزاروں عراقیوں کو قتل کیا' اپاہج بنا ڈالا اور لاتعداد بچوں کو یتیم بنا دیا اور انگنت عورتوں کو بے یار و مددگار کر کے رکھ دیا' وہ اس کے علاوہ ہیں۔ ۱۹۹۱ء کی جنگ خلیج اول کا ریکارڈ بتاتا ہے جس میں اس سے کہیں کم گولے بارود استعمال کئے گئے اور چند روز ہی جاری رہی کہ اس کے وسیع تر مہلک اثرات سے یہ خطہ اب تک دوچار ہے' مذکورہ جنگ کے نتیجے میں جنگ کے بعد امریکی برطانوی اور کناڈائی فوجی اپنے اپنے ملکوں کو واپسی کے بعد بیس ہزار سے زیادہ تعداد میں مر گئے اور ہزاروں عراقیوں کے قتل کے علاوہ ہر چار عراقی بچوں میں سے ایک بچے کو کینسر کا مرض لاحق ہو گیا' کیونکہ اس خطے میں وسیع پیمانے پر یورونیم کے اثرات پھیل گئے تھے۔

مبصرین کا اندازہ ہے کہ حالیہ جنگ کے اثرات سابقہ جنگ سے کہیں زیادہ تباہ کن ثابت ہوں گے کہ اس میں جتنے خطرناک بم گرائے گئے' جتنے تباہ کن ہتھیار استعمال کئے گئے اور جتنے دنوں تک یہ جاری رہی گزشتہ جنگ اس حوالے سے پاسنگ برابر بھی نہ تھی۔ اس کے مہلک اثرات سارے پڑوسی ملکوں کو دیر یا سویر اپنی لپیٹ میں لے لیں گے اور یہ کہ اس کے نتائج بد سے امریکی اور برطانوی افواج بھی محفوظ نہ رہیں گی' اور اپنے کئے کی جزا دیر یا بہ جلد انہیں مل کر رہے گی۔

بڑائی و برتری کے جنون کا شکار امریکہ جو عالمی مسائل خصوصاً اسلامی و عربی مسائل کے حوالے سے غلبہ و اقتدار و غرور بے جا اور سخت ترین فیصلوں پر عمل پیرا رہنے کا عادی بن چکا ہے' خطے کے ممالک پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کے اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کئے گئے' اپنے فیصلے سے باز آنے والا نہیں تھا۔ اب جب کہ وہ اپنے فیصلے کو زیر پا کرنے کی راہ پر چل پڑا ہے تو اب عراقیوں کو فی الفور آئندہ مرحلے میں بہ جلد دیگر عربوں کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ امریکہ انہیں جو درس دینے جا رہا ہے' وہ بہت تلخ' انتہائی زہریلا اور خطرناک ہے وہ کہہ چکا ہے کہ خطے کے ملکوں کو ہمارے طریقہ کار کے مضمرات کو بھانپ کر ان کا تقاضا پورا کرنے کے لئے جلد کام کرنا شروع کر دینا چاہیے' یعنی وہ اپنے طرز زندگی' اپنی اخلاقیات' دینی قدروں' اپنے ثقافتی ورثوں' اپنے نظام سیاست و حکمرانی' اپنے انتظامی ڈھانچوں' اپنی انجمنوں اور خیراتی اداروں کے معمولات اور اپنی تعلیم گاہوں کے روایتی اندازِ کار کو بجلد بدلنے کے لئے عملی خاکہ اس طرح ترتیب دینے لگیں' جس سے ان کی اصلی روح فنا ہو کر ہمارے امریکی' برطانوی' یورپی' صیہونی' صلیبی اور صنم پرستانہ ولادینی رنگ میں تحلیل ہو جائے اور ہمارے وسیع تر عزائم کی تکمیل کی راہ ہموار اور مختصر ہو۔

چنانچہ امریکہ جہاں ایک طرف اس عربی اسلامی خطے میں عسکری کاروائی کر رہا ہے اور دیگر ملکوں میں کرنے جا رہا ہے' وہیں وہ اس خطے کی حکومتوں پر زبردست دباؤ ڈال رہا ہے' کہ وہ یونیورسٹیوں' مدارس اور عام تعلیم گاہوں میں

دینی تعلیم کے گھنٹے کم اور مختصر کردیں، مذہبی تعلیم کی تاثیر پر روک لگائیں، مخلوط تعلیم کی حوصلہ افزائی کریں، اپنے ہاں مغربی تہذیب وتمدن وثقافت کو روشناس کرائیں اور نصاب ہائے تعلیم کو اس طرح ڈھالیں کہ نسل نو کے دل ودماغ میں اس کی محبت جاگزیں ہو اور اس کی عقل وخرد اسلام کے تئیں وفاداری وجاں سپاری کے جذبے سے بڑی حد تک عاری ہو، تاکہ ''دہشت گردی'' کے ''وائرس'' کو ختم کیا جاسکے اور ''اعتدال پسند' متوازن' ٹھنڈے دل ودماغ اور سنجیدہ افکار وخیالات کے حامل'' مسلمانوں کی تعمیر کا عمل پایہ تکمیل کو پہنچے۔ یہ کوئی راز کی بات نہیں ہے کہ افغانستان میں جیسے ہی طالبان کی حکومت کا سقوط ہوا، امریکہ نے ''خشک روٹی کے ٹکڑوں'' اور زخمیوں' مجبوروں اور معذوروں کے لئے اکسپائرڈیٹ والی دواؤں کی فراہمی سے قبل' کابل کے بازاروں' اس کی دکانوں' اس کے گلی کوچوں کو (جو مغربی تہذیب وتمدن کی فساد کاریوں سے ناآشنائے محض تھے) فحش فلمی گانوں' ٹیپوں' ویڈیو کیسٹوں اور شہوت رانی وبے حیائی پر اکسانے والی مغربی رقاصاؤں سے ۲۴ گھنٹے کے اندر بھر دیئے گئے تھے۔ پوری دنیا والوں کو اس پر تعجب ہوا تھا کہ یا اللہ یہ سب کچھ لٹے پٹے افغانستان میں' جہاں لوگ زندگی بچانے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں' راتوں رات کہاں سے آ گیا' کیا زمین پھٹ پڑی یا آسمان ٹوٹ پڑا اور یہ ساری چیزیں یکا یک آ موجود ہوئیں۔ ظاہر ہے افغانیوں کے لئے یہ سب کچھ کیا تھا؟ ایک مذہب پرست' دین پسند اور روایت شناس معاشرے کو نیست ونابود کرنے کی کوشش تھی کہ طالبان نے دین ومذہب پر جو محنت کی ہے اس کو ۲۴ گھنٹے کے اندر ختم کردیا جائے۔ بھلا بتائیے اس کا نام نہاد جمہوریت اور اعتدال وتوازن سے کیا تعلق ہے' یہ کسی قوم اور ملت کے ساتھ کون سی بہی خواہی ہے' یہ ''دہشت گردی'' کو ختم کرنے کا کون سا طریقہ ہے؟!۔

عراق پر چڑھائی کی تیاری جو کئی ماہ سے جاری تھی کے دوران عالمی ذرائع ابلاغ نے انکشاف کیا کہ امریکی کانگرس کے ممبران کی ایک جماعت نے کانگرس کے سامنے کلچرل برج (Cultural Bridge) (ثقافتی پل) کے عنوان سے ایک منصوبہ پیش کیا ہے' جس کا مقصد یہ ہوگا کہ حوصلہ افزاء تعلیمی وظائف کے ذریعے سکنڈری تعلیم کے مراحل کے عرب اور مسلمان بچوں کو امریکہ آنے کی دعوت دی جائے اور ثقافتی تبادلے کے بہانے ان کے دل ودماغ کی مغربی امریکی تہذیب کی آب وہوا کے ذریعے ایسی دھلائی کردی جایا کرے کہ وہ رنگ ونسل سے تو عرب ہوں' لیکن سوچ وفکر اور قلب ودماغ سے امریکی اور مغربی ہوں۔ اس طرح مستقبل کے مرحلے کے لئے مطلوبہ قائدین وحکمران پیدا کئے جاسکیں گے' جو اپنے اپنے ملکوں کی زمام ہائے اقتدار سنبھال کر وہاں کے لوگوں کے افکار وخیالات کو امریکی مغربی تہذیب کے مطابق ڈھال سکیں گے جو اپنے دین وعقیدہ اور اخلاق واقدار کے حوالے سے نہ صرف یہ کہ کوتاہ عمل بن جائیں گے' بلکہ اس حوالے سے باغی ثابت ہوں گے' کیونکہ امریکہ کے نزدیک سچ مچ دین پسند مسلمان ہی تو حقیقی ''دہشت گرد'' ہوتے ہیں کہ وہ تنگ نظر' تنگ ذہن اور دوسری ثقافتوں اور تہذیبوں کے تعلق سے تنگ دل ہوتے ہیں' ان

دوسری ثقافتوں اور تہذیبوں میں امریکی مغربی تہذیب وثقافت بھی ہے، جو ایک ''مستقیم انسان'' کو جنم دینے کی بھرپور صلاحیت کی مالک ہے، جو اپنے اور دوسروں کے ساتھ ''تہذیبی لین دین'' کا اہل ہوتا ہے۔

اسی نقطہ نظر کو برپا کرنے کے لئے، امریکہ عربی اور اسلامی دنیا کے نظام ہائے سیاست وحکومت کو درہم برہم کرنے کے درپے ہے، اس سلسلے میں وہ بھڑک دار اور پرفریب نعروں کا سہارا لے رہا ہے اور نت نئے عناوین واصطلاحات گڑھ رہا ہے، ''جمہوری اصلاح''، ''استبداد کا خاتمہ''، ''جارحیت پسند نظام ہائے سیاست سے عوام کی آزادی''، ''آزاد نظام ہائے سیاست کی بنیاد گزاری جس میں عوام آزادی سے اپنا رول ادا کرسکیں'' وغیرہ، نیز اس کے لئے طرح طرح کے منافقانہ منصوبے سامنے لا رہا ہے: ریاست ہائے متحدہ اور مشرق وسطیٰ کے مابین شراکت کا منصوبہ، جسے جنگ سے دو ایک ماہ قبل امریکہ نے اپنے وزیر خارجہ کی زبان سے روشناس کرایا تھا اور اب مشرق وسطیٰ کے حوالے سے جنگ کے دوران پیش کردہ ''نقشہ راہ''، روڈ میپ (Road Map) خریطہ الطریق، جس کو امریکہ بار بار دہرا رہا ہے۔

یہ سب کچھ درحقیقت ایک شکاری کا جال ہے، امریکہ کو اس طرح کا جال بننے اور اس کو نصب کرنے کی جو ''خداداد'' صلاحیت ہے، اس پر اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے، وہ کم ہے۔ حالانکہ اگر وہ اپنے دعوے میں سچا ہوتا اور حقیقت پسندی اس کو چھو کے بھی لگی ہوتی اور حیات کا ایک ذرہ بھی اگر اس کے پاس ہوتا تو وہ پوری دنیا کے تھوتھو کرکے کے باوجود دوہرے پیمانے سے اس طرح کام نہ لیتا، جس طرح لیتا رہا ہے ایک پیمانہ عربوں اور مسلمانوں کے لئے اور دوسرا اسرائیل کے لئے۔ اگر حقیقت پسندی کا کوئی ذرہ اس کے قول وعمل کا حصہ ہوتا تو وہ اس عراق کے گرد خلیج کے خطے میں اور اسکے آس پاس دور دور تک بحری بیڑوں، طیارہ بردار جہازوں اور سامان حرب وضرب کی وہ مقدار اکٹھی نہ کرتا، جس کے ذریعے اس نے ہزاروں انسانوں کو خاک وخون میں تڑپا دیا۔ اس عراق کے گرد جس نے اسی کے اصرار پر اسلحہ انسپکٹروں کے لئے اپنے سارے گلی کوچوں اور بحر وبر کو وا کردیا تھا، اور اسلحہ انسپکٹروں اور ساری دنیا کے انصاف پسندوں کے اعتراف کی روشنی میں وہ مکمل طور پر تعاون کررہا تھا، حتیٰ کہ اسلحہ کے یہ انسپکٹر عراق اور بغداد کے ہر پلانٹ، ہر عمارت، ہر کارخانے، ہر محل، ہر سڑک، ہر گلی، ہر کھلی چھپی جگہ، بلکہ ہر اسکول، مدرسے اور کالج ویونیورسٹی میں جاسکتے تھے اور جارہے تھے وہ یکایک کہیں بھی جادھمکتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ عراق ذلت اور غلامی اور حد درجہ رسوائی کی حد تک اسلحہ انسپکٹروں کی کاروائیوں پر رضامند ہوگیا تھا۔ جب کہ تمام قرائن ودلائل کی روشنی میں اقوام متحدہ درحقیقت امریکہ کے گھر کی باندی یا اس کا وفا کیش غلام یا اس کا ایک انتظامی ادارہ ہے، جو اسی کے چشم وابرو کے اشارے پر چلتا رہا ہے اور خدا کی قدرت کہ غالباً اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ اس نے ذرا سی اکڑ دکھائی، اور عراق پر حملہ کرنے کی قرارداد منظور نہ کی، تو اس نے انگوٹھا دکھا دیا اور اس کی منظوری کے بغیر اور اقوامِ عالم کی ناراضگی کے باوجود عراق پر چڑھ دوڑا اور اس کو روند کے رکھ دیا۔

عراق نے اسلحہ انسپکٹروں کے حوالے سے اقوام متحدہ کی طرف سے عائد کردہ شرائط کو منظور کر کے حقیقتاً جس ذلت وخواری کو گوارا کرلیا تھا' وہ درحقیقت سارے عالم اسلام و عالم عرب کی ذلت وخواری کی عکاسی تھی' اگر عربی و اسلامی ممالک' انتشار' کمزوری' نہتے پن' بے سمتی' اور حدیث کے الفاظ میں ''وہن'' کی اس منزل میں نہ ہوتے جس میں وہ ہیں تو امریکہ عراق' اس سے قبل افغانستان (اور اس کے بعد جن ملکوں کی باری ہے یا جس کی طرف وہ نشانہ سادھنے کی سوچ رہا ہے) حملہ کرنے کی کبھی بھی ہمت نہ کرتا۔

اقوام متحدہ کی آڑ میں امریکہ' اسلحہ انسپکٹروں کو مسلط کر کے اور اس سے قبل بارہ برس تک مسلسل رسوا کن اقتصادی وتجارتی پابندی عائد کر کے' عراق پر جس ذلت وخودسپردگی کی کیفیت کو طاری کر چکا تھا' حقیقت یہ ہے کہ کوئی خوددار اور خودمختار طاقتور ملک جو اینٹ کا جواب پتھر سے نہ سہی کم از کم اینٹ ہی سے دے سکے' ہرگز اس کو گوارا نہیں کرسکتا تھا' مبصرین کا خیال ہے کہ محض اسلحہ انسپکٹروں والی عاید کردہ پابندیاں اور شرائط بھی عراق کی آزادی اور خودمختاری کا گلا گھونٹ چکی تھیں' اور عملی طور پر وہ اسی وقت (نہ کہ صرف لڑائی اور سقوط کے بعد) امریکہ کا غلام بن چکا تھا' کیونکہ قرارداد نمبر (1441) جس کے ذریعے یہ شرائط عائد کی گئی تھیں' دنیا کے تمام اقوام متحدہ میں رکنیت رکھنے والے ملکوں نے امریکہ کے دھونس میں آ کر ہی اس پر صاد کیا تھا۔ اس قرارداد پر رضامندی کا مطلب صاف تھا کہ عراق اپنی زمین کو غیروں کے لئے مباح قرار دے چکا ہے اور اپنی آزادی وخودمختاری کا سودا کرنے پر بادل ناخواستہ سہی تیار ہو چکا ہے۔ اب خواہ اس کی آزادی پر ڈاکہ بذریعہ جنگ ڈالا جائے یا بذریعہ صلح وامن' اس سے کوئی فرق پڑنے والا نہ تھا' بذریعہ جنگ اپنی آزادی وخودمختاری کو پامال کروانا' گویا دوسروں کے ذریعے اپنے آپ کو ذبح کروانا ہے۔ الغرض قرارداد نمبر (1441) کو عراق کے قبول کر لینے کا مطلب ہی یہ تھا کہ فی الواقع عراقی قیادت' زمام اقتدار اپنے ہاتھ سے امریکہ کو منتقل کر چکی ہے۔ اس قرارداد نے درحقیقت عراق کا مکمل اقتدار' عراقی قیادت سے چھین کر اسلحہ انسپکٹر کمیٹی اور ایٹمی توانائی ایجنسی کی کمیٹی کو دے دیا تھا' ''آخری موقع'' عنوان کی حامل 1441 قرارداد جو 8/11/2003 (۳/۹/۱۴۲۳ھ) کو جاری ہوئی تھی کی پانچویں دفعہ کی رو سے سیکورٹی کونسل نے مذکورہ دونوں کمیٹیوں کو' عراق کے سارے علاقوں' پلانٹوں' عمارتوں' کارخانوں' اور ریکارڈوں کی بلاکسی روک ٹوک اور اعتراض اور شرط کے' تفتیش کی آزادی کی ضمانت دے دی تھی۔ کمیٹیوں کے ارکان کو یہ آزادی حاصل تھی کہ وہ کسی بھی عراقی افسر سے' جہاں اور جب چاہیں' عراق کے اندر یا باہر' خلوت یا جلوت میں مل سکتے اور ان سے انٹرویو لے سکتے ہیں' نیز وہ کسی بھی شخص کو جب چاہیں ملک سے باہر لے جاسکتے ہیں' خواہ تنہا یا اس کی پوری فیملی کے ساتھ لیکن عراق حکومت کو اس کے ساتھ اپنا کوئی نمائندہ بھیجنے کا کوئی اختیار نہ ہوگا۔ دونوں کمیٹیوں کے ارکان نے مطلق العنان شہنشاہوں کی طرح یہ سب کچھ کرنا شروع بھی کر دیا تھا۔

اس کے علاوہ مذکورہ قرارداد کی رو سے دونوں کمیٹیوں کے ارکان کو عراق کے اندر سرگرم کار رہنے کے لیے جو نو اختیارات ملے تھے' اسلحہ انسپکٹروں یا عراق کے بقول "امریکہ کے جاسوسوں اور یہودیوں کے کارندوں" کو یہ سارے اختیارات اس لئے دیئے گئے تھے تاکہ عراق کے خلاف امریکہ کی جنگ کے لئے اچھی طرح زمین ہموار کرسکیں اور چپے چپے کی واقعی معلومات حاصل کر کے امریکہ کو بتادیں' عسکری کارروائی میں کسی دشواری کا سامنا نہ ہو' مذکورہ نو اختیارات درج ذیل تھے۔

۱۔ اسلحہ انسپکٹر کمیٹی کو اپنی ٹیم کے افراد کے انتخاب کی مکمل آزادی ہوگی۔ وہ اپنی پسند سے انتہائی باصلاحیت لوگوں کا انتخاب کرے گی۔ ان کی نیشنلٹی کے حوالے سے عراق کو کسی طرح کی دخل اندازی کا کوئی حق نہ ہوگا۔

۲۔ کمیٹی کے تمام ملازمین کو' وہ سارے رعایتی حقوق وتحفظات حاصل ہوں گے جو اقوام متحدہ کو عالمی معاہدوں اور چارٹروں کی رو سے حاصل ہیں۔

۳۔ اسلحہ کی تفتیش کی کمیٹی اور ایٹمی ایجنسی کی عالمی کمیٹی کے ارکان کو عراق میں آنے جانے کی مکمل آزادی ہوگی' وہ اندرون عراق بھی جہاں چاہیں گے آزادی سے آمدورفت کرسکیں گے' وہ کسی بھی عمارت کا کسی بھی وقت کسی بھی طرح جائزہ لے سکیں گے' حتیٰ کہ صدارتی محلات ودفاتر کا بھی۔

۴۔ کمیٹی اور ایجنسی کے ارکان کو حق ہوگا کہ وہ عراقی حکومت سے ان تمام افراد کی فہرست' ان کے نام' پتے اور شناخت معلوم کرسکیں جو پہلے یا بعد میں عراق کے کیمیائی جراثیمی اور نیوکلیائی ہتھیاروں کے پروگرام سے منسلک رہے تھے یا ہیں' اس طرح ان لوگوں کے نام وپتے بھی طلب کرسکتے ہیں جو خود کار میزائلس پروگرام یا اس پروگرام کے پلانٹوں اور اس کی تحقیقات اور اس کو ڈیولپ کرنے کے منصوبے سے منسلک رہے تھے یا ہیں۔

۵۔ عراق کو کمیٹی اور ایجنسی کے ارکان اور ان کے پروگراموں کی سلامتی کی' اقوام متحدہ کی امن فوج کو ان کے مشن کی تکمیل کی اجازت دے کر' ضمانت دینی ہوگی۔

۶۔ کمیٹی اور ایجنسی' کسی بھی مشتبہ عراقی ٹھکانے اور اڈے کو ممنوعہ خطہ قرار دے سکتی ہے' حتیٰ کہ وہاں جانے والی راہوں اور اس کے اوپر کی فضاؤں کو بھی تاکہ زیر تفتیش عراقی ٹھکانے میں کسی طرح کی تبدیلی یا اس کی کسی شے کو دوسری جگہ منتقل کرنے کے امکان کو ختم کیا جاسکے۔

۷۔ کمیٹی اور ایجنسی کو حق ہوگا کہ وہ طیارے یا ہیلی کاپٹر کا استعمال کرے۔ جن میں جاسوس طیارے شامل ہیں جو پائلٹ کے ذریعے اڑان بھرتے ہوں' یا بغیر پائلٹ کے' نیز ان کے ہوابازوں کو کسی بھی عراقی طیران گاہ پر اترنے کا مکمل اختیار ہوگا۔

۸۔ کمیٹی اور ایجنسی کو کسی بھی عراقی اسلحے یا ان سے متعلق دستاویزات وریکارڈز کو تلف کرنے' تباہ کرنے یا ضبط

کرنے کا مکمل اختیار رہوگا۔ جن کے سلسلے میں ان کو ایسا کرنے کی ضرورت محسوس ہوگی۔

۹۔ تفتیش کے لئے مطلوبہ کسی بھی سامان اور میٹریلس کی درآمدگی اور برآمدگی اور اس کے استعمال کا دونوں کمیٹیوں کو مکمل حق حاصل ہوگا اور عراقی حکام کو کمیٹیوں ان کے ملازمین اور اہل کار میں سے کسی کی جانچ پڑتال یا اس کے کسی سامان کی تلاشی، خواہ شخصی سامان ہو یا سرکاری کا حق نہ ہوگا۔

قارئین کرام! کیا متحدہ اقوام کی قرارداد کی ان تفصیلات کو پڑھتے وقت آپ کو غصہ نہ آیا ہوگا کہ یہ غلام بنا لینے، ذلیل کرنے کی کیسی ظالمانہ اور بھیانک قرارداد ہے جو ایک خودمختار اور آزاد عربی ملک پر تھوپی جارہی ہے، صرف ایک ملک کی انا کی تسکین کے لئے جو عربوں کو خصوصاً اور ساری دنیا کو عموماً اپنا غلام بنالینا چاہتا ہے۔

صدام حسین خواہ کتنے مکار، دھوکے باز، آمریت پسند، جارح، سفاک، وعدہ شکن، آزادی کے دشمن، حقوق کے غاصب، احسان ناشناس اور محسن کش رہے ہوں، لیکن وہ ان صفات میں یا ان سے بھی بدترین منفی اور انسانیت مخالف اطوار میں شارون، اس کے ٹولے، اس کے دائیں بائیں کے لوگوں اور بندروں اور خنزیروں کے برادران سے ہرگز بازی نہیں لے جاسکتے تھے، جو فلسطینیوں کی جان و مال کو بے دریغ اس طرح کھلے عام تباہ و برباد کررہے ہیں جس کی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی، نیز صدام اس بُش سے ان سارے غیر انسانی عادات و اخلاق میں ہرگز جیت نہیں سکتے تھے، جس نے دنیا کے اربوں انسانوں میں سے کسی کی بات نہیں مانی اور بلا جواز ظالمانہ صلیبی صیہونی جنگ کے ذریعے مسلم عربی ملک اور قوم کو تباہ کیا اور وسیع تر تباہی کی شاہراہ قائم کی۔

امریکہ کو یہ یاد رکھنا ہوگا کہ وہ اپنی منافقانہ، غیر منصفانہ اور اسرائیل کے لئے طرفدارانہ اور عربوں اور مسلمانوں کے خلاف جارحانہ و دشمنانہ موقف کے ذریعے عربی اور اسلامی دنیا کے ایک ایک فرد کو اپنا مخالف بنا رہا ہے اور اسے اس بات کے لئے مجبور کررہا ہے کہ اس کے پاس جو کچھ ہے، اس کے ساتھ امریکہ کے مقابلے کے لئے اٹھ کھڑا ہو، لاٹھی، ڈنڈا، پتھر، ڈھیلا، بندوق، قلم، کاغذ، زبان اور تقریر و تحریر کے ان سارے ہتھیاروں کے ذریعے جو اس کے بس میں ہیں امریکہ درحقیقت اپنے طرز عمل سے اس ''دہشت گردی'' کو ہوا دے رہا ہے جس سے وہ بقول خود لڑنے کے لئے اٹھا ہے۔ یہ ''دہشت گردی'' اس کی اپنی ''دہشت گردی'' کی وجہ سے زیادہ توانا، زیادہ جوان، زیادہ ثابت قدم اور زیادہ سخت جان ہوتی جارہی ہے۔ امریکہ اپنے خلاف پیدا ہونے والے مسلم امہ کے جذبات کے اصلی اسباب سے تجاہل عارفانہ کررہا ہے، وہ ہوائی فائرنگ کررہا ہے اس لئے اس کے نشانے کسی ''ہدف'' پر نہیں لگتے، خواہ وہ خوش فہمی میں مبتلا ہو اور اپنے تئیں ''خوش فعلی'' پر مطمئن اور نازاں ہو۔